تبصرہ کتب

Pakistan 1947 - 58 : An Historical Review　　　　زرینہ سلامت:

اسلام آباد، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت، ۱۹۹۲ء، ۲۶۱ ص، مجلد قیمت ۱۵۰ روپے

زرینہ سلامت کی انگریزی زبان میں نہایت خوبصورت انداز میں شائع ہونے والی کتاب تاریخ پاکستان پر لکھی جانے والی کتابوں میں نہایت عمدہ اضافہ ہے۔

۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۸ء تک کا زمانہ تاریخ پاکستان کا نہایت اہم دور ہے۔ جس کا آغاز قائداعظم کی قیادت سے ہوا۔ قائداعظم مرحوم بے حد جمہوریت پسند انسان تھے۔ آپ گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالتے ہی مسلم لیگ کی صدارت سے مستعفی ہوگئے۔ اس طرح انہوں نے ہمیں صحیح جمہوریت کا راستہ دکھایا لیکن بعد میں جب ہمارے راہنماؤں نے اس راستے سے انحراف کیا تو ملک جمہوریت سے آمریت کی راہ پر چل نکلا اور بالآخر ۱۹۵۸ء میں فوجی آمریت کے تسلط میں آگیا۔

زیر نظر کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ان خصوصی مسائل کا ذکر کیا گیا ہے جو حکومت برطانیہ کی طرف سے پاکستان کے قیام کا اعلان ہوجانے کے بعد ہمیں پیش آئے۔ ایک انتہائی سنجیدہ اور اہم مسئلہ ریاستوں کے الحاق کا تھا۔ قانون آزادی ہند کے تحت ہر دیسی ریاست کو لازماً بھارت یا پاکستان میں سے کسی ایک مملکت کے ساتھ ملحق ہونا تھا لیکن پاکستان کے اندر واقع بعض مسلم ریاستوں کے سربراہوں نے الحاق کے راستے میں سخت رکاوٹیں پیدا کیں۔ ان رکاوٹوں اور انہیں دور کرنے کے لئے پاکستان کے ارباب اختیار کی کوششوں کا بڑی صراحت سے ذکر کیا گیا ہے۔

دوسرے باب میں ان مسائل کا ذکر ہے جو وطن عزیز کی آزادی کے بعد پیدا ہوئے۔ ان میں انتظامی، دفاعی، مالی، خارجہ پالیسی اور بڑھتے ہوئے امریکی اثرورسوخ کے مسائل شامل ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد فوری مسئلہ ملک کے تحفظ کا تھا اور جو تمام قوم کے مضبوط ارادہ کا مرہون منت تھا

لیکن رفتہ رفتہ فوج کا اثر و رسوخ بڑھتا گیا اور ہمارے بعض بڑے فوجی افسروں نے امریکی ہتھیاروں پر مکمل انحصار کا راستہ اختیار کر کے ملک کو امریکہ کا دست نگر بنا دیا۔ مالی مسائل بھی بڑے سخت تھے۔ برصغیر کی تمام بڑی بڑی فیکٹریاں بھارت کے حصے میں آ گئی تھیں اسلئے صنعت و حرفت کے میدان میں بھارت بہت آگے نکل گیا اور ہم پیچھے رہ گئے۔ مالیات کی تقسیم میں جو روپیہ پاکستان کے حصے میں آنا تھا بھارت نے اس کی ادائیگی بھی روک دی۔ اس طرح پاکستان سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہو گیا۔ چنانچہ ان مسائل اور مشکلات کا ذکر نہایت وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

تیسرے باب میں آئین سازی کے لئے جو کوششیں کی گئیں اور کوششوں میں جو رکاوٹیں پیدا کی گئیں ان کا ذکر ہے۔ آئین ساز اسمبلی نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو جو قرارداد مقاصد منظور کی وہ آئین کے سنگ بنیاد کے طور پر تسلیم کی گئی۔ فاضل مصنفہ نے اس قرارداد کا پورا متن بھی دیا ہے۔ آئین سازی کے لئے ہونے والے کام کو اس وقت سخت دھچکا لگا جب ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو گورنر جنرل نے آئین ساز اسمبلی توڑ دی۔ آئین ساز اسمبلی کے صدر مولوی تمیزالدین نے گورنر جنرل کے حکمنامے کے خلاف سندھ چیف کورٹ میں رٹ دائر کی جسے چیف کورٹ نے منظور کر لیا مگر جب حکومت نے اس کے خلاف فیڈرل کورٹ میں اپیل کی تو فیڈرل کورٹ نے عجیب و غریب نکات پیدا کر کے چیف کورٹ کے فیصلے کو رد کر دیا جس سے ملک کا رخ جمہوریت سے آمریت کی طرف پھر گیا۔ آئین سازی کا مسئلہ پاکستان کے لئے کئی سال تک ایک سنگین مسئلہ بنا رہا۔ تاآنکہ مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو ملا کر ایک یونٹ بنا دیا گیا اور اس بڑے صوبے اور مشرقی پاکستان کے درمیان مساوات کا اصول طے کر کے ۱۹۵۶ء کا آئین بنایا گیا۔ اس آئین کو اگر نیک نیتی سے کام کرنے دیا جاتا اور پاکستان میں نئے آئین کے تحت دو تین انتخابات عمل میں آجاتے تو پاکستان ایک مثالی جمہوری ملک بن جاتا مگر ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء کے نفاذ نے تمام دستوری معاملات کو تلپٹ کر دیا اور ملک میں یکجہتی پیدا ہونے کی بجائے صوبائیت کا زہر پھیلنے لگ گیا۔ مرکزی حکومت نے صوبوں کی فلاح و بہبود کے لئے جس انداز میں مالی اخراجات کی تقسیم کی اس کی تفصیلات صفحہ ۷۷ پر موجود ہیں۔ اس مالی عدم مساوات نے علاقائیت کے جذبات کو فروغ دیا اور قومی یکجہتی کے تصورات خواب و خیال

بن کر رہ گئے ۔ سیاسی رہنماؤں نے مرکز اور صوبوں کے درمیان مغائرت بڑھا دی اور رفتہ رفتہ مشرقی پاکستان مرکز کا حریف بن گیا۔

پانچویں باب میں مختلف سیاسی جماعتوں کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ قائداعظم کی رحلت کے بعد زوال پذیر ہونا شروع ہوئی اور بالآخر اس کی سیاسی قوت جاتی رہی اس کے خلاف پہلی تحریک سندھ میں اٹھی جہاں ایوب کھوڑو نے مسلم لیگ پر قبضہ جمانے کی کوشش میں مسلم لیگ کی ساتھ کے ساتھ اپنی سیاسی ساکھ بھی کم کرلی ۔ مشرقی پاکستان میں حسین شہید سہروردی نے مسلم لیگ کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے مارچ ۱۹۵۰ء میں آل پاکستان عوامی مسلم لیگ کی بنیاد رکھی جو بعد میں صرف عوامی لیگ رہ گئی ۔ اس سے پہلے ۱۹۴۹ء میں ایسٹ پاکستان عوامی لیگ بنائی گئی تھی جس کے صدر مولانا بھاشانی ، نائب صدر عطاء الرحمن ، جنرل سیکرٹری شمس الحق اور جوائنٹ سیکرٹری مجیب الرحمن تھے ۔ اسی پارٹی نے آگے چل کر بنگالیوں میں علیحدگی کے جذبات پروان چڑھائے ۔

ان دو بڑی پارٹیوں کے علاوہ مشرقی پاکستان کی کرشک سرامک پارٹی اور گنا تنتری دل اور مغربی پاکستان میں قائم ہونے والی نظام اسلام پارٹی ، آزاد پاکستان پارٹی ، نیشنل عوامی پارٹی اور جماعت اسلامی قابل ذکر ہیں ۔ فاضل مصنفہ نے ان سب سیاسی پارٹیوں کا ذکر کیا ہے ۔ علاوہ ازیں اسکندر مرزا کی بنائی ہوئی ری پبلکن پارٹی کا ذکر بھی موجود ہے ۔

چھٹے باب میں فاضل مصنفہ نے پاکستان کے دیوہیکل افسرانہ بت کا تذکرہ نہایت وضاحت سے کیا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مشرقی پاکستان کے باشندے تعداد میں تو مغربی پاکستان کے باشندوں سے آگے تھے مگر اعلیٰ ملازمتوں میں ان کی تعداد بہت کم تھی ۔ اس باب میں مصنفہ نے مرکزی ملازمتوں کے اعداد و شمار دیئے ہیں مثلاً جولائی ۱۹۵۵ء میں مرکزی حکومت میں مغربی پاکستان سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ افسروں کی تعداد ۶۹۰ (چھ سو نوے) تھی جبکہ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے افسر صرف اکاون تھے ۔ مشرقی پاکستان کے لیڈروں نے اس صورت حال کے پیش نظر مغربی پاکستان کے خلاف خوب پراپیگنڈہ کیا اور صوبائی تعصب کا زہر مشرقی پاکستان کے لوگوں کے

رگ رگ میں دوڑا دیا اور وہاں کے لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ مغربی پاکستان کے لوگ ہم پر حکومت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اس زہریلے پراپیگنڈہ نے مشرقی پاکستان کے لوگوں کے دلوں میں مغربی پاکستان کے لوگوں کے خلاف بے حد منفی قسم کے جذبات پیدا کئے جس سے مشرقی پاکستان کے لوگوں میں علیحدگی کے جذبات پروان چڑھتے چلے گئے۔

آخری باب پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بارے میں ہے۔ ہماری بد قسمتی یہ تھی کہ ہمارے پہلے وزیراعظم جناب لیاقت علی خان نے روس کی طرف سے آئے ہوئے دعوت نامے کو نظرانداز کر کے امریکہ کی طرف سے بعد میں آنے والے دعوت نامے کی پذیرائی کی اور امریکہ چلے گئے۔ اس طرح انہوں نے روس کو خواہ مخواہ پاکستان کا مخالف بنا دیا اور اس سے پاکستان کی آزاد حیثیت متاثر ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان بڑھتے بڑھتے امریکہ کی جھولی میں جا پڑا اور ایک ساتھی کی بجائے اس کا سیاسی خیمہ بردار بن گیا۔ امریکہ پاکستان کو چین کے خلاف بھی استعمال کرنا چاہتا تھا تاہم بعد میں آنے والے سیاسی رہنماؤں نے چین کے ساتھ دوستانہ مراسم استوار کئے اور آج ہم چین کو اپنا سب سے زیادہ قابل اعتماد دوست سمجھنے میں حق بجانب ہیں۔ پاکستانی ارباب اقتدار نے مغربی طاقتوں خصوصاً برطانوی دولت مشترکہ سے اپنے تعلقات کو مضبوط بنایا۔ اس ضمن میں جناب سہروردی کا طرز عمل خصوصیت کے ساتھ قابل تعریف رہا۔

زرینہ سلامت نے اس کتاب کو مرتب کرتے ہوئے تحقیق کا پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے بے شمار کتابوں اور اخباروں کی چھان بین کی ہے اور جو کچھ بھی لکھا ہے اسے مختلف حوالوں سے مستند کیا ہے۔ یہ حواشی کتاب کے بیسیوں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں اشاریہ (Index) بھی دیا گیا ہے جس سے ان کی محنت اور عرق ریزی کا اندازہ ہوتا ہے۔ سب سے اچھی چیز مصنفہ کا ذہنی رویہ ہے۔ انہوں نے تمام واقعات کو نہایت غیر جانبدارانہ انداز میں لکھا ہے اور ذاتی رجحانات کو کہیں اثرانداز نہیں ہونے دیا۔

یہ کتاب تاریخ اور سیاسیات کے طلباء کے لئے نہایت مفید ہے اور اسے ہر کالج کی لائبریری میں ہونا چاہئیے۔

پروفیسر کرم حیدری